سرسید، رینے، خطباتِ اقبالؒ: جدیدیت کے نفوذ کے تین طریقے

عالم اسلام کو جدیدیت کے ذریعے مغرب میں سمونے کا کام تین سطحوں پر کیا گیا۔ تصوف کی سطح پر رینے گینوں، تہذیب کی سطح پر سرسید احمد خان اور فکر کی سطح پر خطبات اقبالؒ نے یہ کام سرانجام دیا۔ المیہ یہ ہے کہ سید جمال الدین افغانی، عبدہٗ، سرسید، رشید رضا وغیرہ فلسفہ وانگریزی سے واقف تھے۔ اقبالؒ واحد مفکر تھے جو مغربی فلسفے واسلام سے آگہی رکھتے تھے۔ لیکن ان کی واقفیت نہایت گہری نہ تھی۔ اقبالؒ اعتراف کرتے ہیں کہ: افسوس ہوتا ہے کہ میں نے اپنی عمر یورپ کا فلسفہ وغیرہ پڑھنے میں گنوائی خدا تعالیٰ نے مجھ کو قوائے دماغی بہت اچھے عطا فرمائے تھے اگر یہ قویٰ دینی علوم کے پڑھنے میں صرف ہوتے تو آج خدا کے رسول کی میں کوئی خدمت کرسکتا [۳:۱۵۸۔۱۵۷] مجھے اعتراف ہے کہ میں شریعت کا ماہر نہیں ہوں۔ [۳:۲۱۸] مگر یہ مضمون سخت مشکل ہے اور اس پر لکھنے کے لیے فقہ کی کتابوں پر پورا عبور ہونا چاہیے...... [۴:۱۰۰۸] ذاتی رائے میری خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو اگر علماء کا فتویٰ میری ذاتی رائے کے خلاف ہو تو سر تسلیم خم ہے۔ [۲۰۹] ایسے معاملے میں مطالعہ کتب کے بغیر مشورہ دینا ممکن نہیں، میں ایک عرصے سے فلسفے کا مطالعہ چھوڑ بیٹھا ہوں، صرف ایک آدھ مسئلے سے دلچسپی باقی ہے، جس کا تعلق آپ کے مضمون سے نہیں۔ [۲:۴۹۸] مجھے اب اسلامی فلسفہ اور تصوف میں پہلی سی دلچسپی باقی نہیں رہی۔ [۴:۳۱۱] ایک مدت سے مطالعہ کتب ترک کر چکا ہوں، اگر کبھی کچھ پڑھتا ہوں تو صرف قرآن یا مثنوی رومی۔ [۴:۹۶] لیکن اس تمام تر عجز، اعتراف عدم واقفیت کے باوجود اقبال خطبات لکھتے ہیں اور قرآن پر کتاب لکھنے کا دعویٰ بھی فرماتے ہیں۔ ''اعلیٰ حضرت خود مجھے اپنی ریاست سے پنشن منظور کردیں تاکہ قرآن پر اپنی کتاب لکھ سکوں۔ میں شیخی نہیں بگھار رہا ہوں، جب یہ کہتا ہوں کہ آج دنیائے اسلام میں میں ہی وہ واحد شخص ہوں جو اس کام کو کرسکتا ہوں۔ [۴:۱۷] مغربی فلسفے اور علوم اسلامیہ سے گہری عدم واقفیت کے باوجود اقبالؒ نے خطبات کے ذریعے اسلام اور مغرب کے مابین تطبیق کی جو کوشش کی اس کے باعث خطرناک گمراہیاں پیدا ہوئیں۔ مثلاً اقبالؒ لکھتے ہیں مسلمانوں نے یونانی فلسفے کا مطالعہ کیا لیکن مجھے وثوق کامل ہے کہ وہ جلد اس منزل سے آگے نکل گئے اور بالآخر جدید فلسفے کی بنیاد ڈالی۔ ڈیکارٹ کا طریقہ تحقیق جسے جدید فلسفہ کی اساس سمجھا جاتا ہے۔ غزالی کی احیاء سے بے حد مشابہ ہے۔ غالباً اقبالؒ دونوں اقالیم اور دونوں فلاسفہ سے ناواقف تھے، ورنہ مسلمانوں کو جدید الحادی فلسفے کا بانی قرار نہ دیتے جس کا اصل رنگ پس جدید فلسفے [پوسٹ ماڈرن] میں ظاہر ہو گیا ہے۔ عہد حاضر میں عالم اسلام کی شکست کا سبب مغرب نہیں ہماری جہالت ہے۔ افغانی سے اقبالؒ اور غامدی قرضاوی وتقی عثمانی تک سب جدید سائنس کو غیر اقداری سمجھتے ہیں کیوں کہ یہ سب جدید سائنس کی چکا چوند، مادی مظاہر سے مغلوب متاثر ومسحور لیکن اس کی مابعد الطبیعیات اور علمیت سے ناواقف ہیں۔ رسالت مآبؐ کے الفاظ میں ہم دانا نہیں ہیں کیونکہ اپنے زمانہ سے واقف نہیں۔ ''ہم چیزوں کے ظاہر کو دیکھتے ہیں ان کی حقیقت تک پہنچنے سے محروم ہیں''۔ حضرت عمرؓ کے الفاظ میں ہم وہ لوگ ہیں جو جاہلیت کی حقیقت سے ناواقف ہیں اور دین کی کڑیاں بکھیرنے کا کام اپنے جہل کے زور پر انجام دے رہے ہیں مگر اسے ''علم کامل'' سمجھتے ہیں۔ زیر نظر شمارے میں جدید سائنس کی حقیقت اور جمہوریت کے اصل چہرے سے پردہ ہٹایا گیا ہے تاکہ امت کو روشنی مل سکے۔

اقبالؒ کی جرمن دانی خود: اقبالؒ کی نظر میں

افغانی سرسید عبدہٗ فلسفہ و انگریزی سے ناواقف

اقبالؒ نے ڈیکارٹ و غزالی کا مطالعہ نہیں کیا

اقبالؒ کو فلسفے و تصوف سے دلچسپی نہیں رہی تھی